امام احمد رضا عالم اسلام کی عبقری شخصیت

تجدیدی، اصلاحی اور علمی خدمات کے تناظر میں

تحریر: علامہ مولانا محمد ظفر الدین برکاتی
پیش کش: پیر محمد عثمان قادری، فیصل آباد

(بشکریہ: ماہنامہ کنزالایمان، دہلی، اپریل 2007ء)

انسانی زندگی کے لئے والدین، گھریلو زندگی اور اردگرد کے ماحول، ایک ایسی درس گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں جو تادیر اپنے اثرات قائم رکھتے اور زندگی کی آخری گھڑی تک اپنی موجودگی کا احساس دلاتے رہتے ہیں۔

چنانچہ معیار سنیت، امام اہل سنت امام احمد رضا خاں قادری، (۱۲۷۲ھ، ۱۸۵۶۔ ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱) ایک ایسے علمی، فکری اور عشق مصطفوی سے سرشار خاندان میں پیدا ہوئے۔ جہاں درس و تدریس، وعظ وتقریر، فقہ وافتاء، نعت نویسی ونعت خوانی اور سب سے زیادہ تحریر وانشاء اور تصنیف وتالیف کا لازمی رواج بلکہ خاندانی دستور تھا۔ اس لئے آٹھ سال کی انتہائی کم عمر میں ہی ''ہدایت النحو'' کی عربی شرح لکھنا، تیرہ سال کی قلیل عمر میں حمد وہدایت کی تعریف و توصیف میں بزبان عربی کوئی رسالہ تحریر کرنا اور چودہ سال کی عمر میں ہی رضاعت کا پہلا اور مشکل مسئلہ حل کرنے کے بعد آپ کو مسند افتاء وقضاء پر فائز کیا جانا کوئی بہت بڑا کمال نہیں۔

بلکہ کمال تو یہ ہے کہ ایک دستوری اور قلمی خاندان کا فرد ہونے کے باوجود اپنے خاندان کے موقر اور پیشرو عظیم علمائے اسلام کی بہ نسبت آپ نے تن تنہا وہ حیرت انگیز، تاریخ ساز اور ایسے قرآنیات واسلامیات خیز علمی کارنامے اور خدمات انجام دیے، جنہوں نے آپ کے پیش روؤں کی مذہبی خدمات کو نظروں سے گویا اوجھل کر دیا، بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ آپ کے علوم وفنون سے فیض یاب ہونے والے آپ کی ہمہ جہت شخصیت کے اردگرد اس طرح محصور ہو گئے کہ اب آپ کے پیش روؤں کی خدمات اور سرگرمیوں کو تقریباً بھول گئے۔ یہ ان کی بہت بڑی بھول، ناانصافی یا اختیاری غلطی نہیں بلکہ انسانی فطرت کی مجبوری ہے۔

اس لئے کہ آپ کی وہ ذاتی خدمات اور آپ کے وہ علوم وفنون جن سے عرب وعجم، روم وشام اور تمام اسلامی ممالک نے استفادہ کیا اور فیض یاب ہوئے اور جن کارناموں کی بدولت آپ ''مجدد مائۃ حاضرہ'' اور ''مصلح اُمت مسلمہ'' کے عظیم منصب پر سرفراز کئے گئے، ان میں اتنی گیرائیت، ہمہ جہتی اور ہمہ گیریت تھی جس نے پوری دنیا کے ایک بڑے حصے کو اپنی طرف اس طریقے سے یک لخت متوجہ کر لیا کہ وہ دوسری طرف سے گویا ذہولی غفلت کے شکار ہو گئے، پھر یہ ذہولی غفلت انتہائی عقیدت میں بدل گئی اور عقیدت ارادت کا یہ گھیرا اتنا تنگ بلکہ تنگی کی یہ مدت، اس قدر دراز ہو گئی کہ تقریباً نصف صدی صرف عقیدت کشی اور انتہائی ارادت مندی کے نتیجے میں پیدا شدہ فروعی اختلافات کی گتھیوں کو سلجھانے میں صرف ہو گئی۔ اس درمیان میں شاید یہ احساس

بھی جا تا رہا کہ عقیدت مندی کے تقاضے اور مطالبات اصلی کیا ہیں اور ہم ابھی کس حال میں ہیں؟

لیکن بیسویں صدی کے اواخر میں بیدار مغز، روشن فکر اور حساس افراد نے یہ احساس کر لیا کہ یہ اپنے معتقد اور قائد کی پیروی نہیں جسے ہم کر رہے ہیں، بلکہ ان کی پیروی تو یہ ہے کہ ہم اس حقیقت کو سمجھیں کہ چونکہ جس خطرناک اور علمی وفکری اور عقائد کے بحرانی دور سے گزر رہے تھے اور آپ نے جس سرزمین میں اپنی اصلاحی اور تجدیدی سرگرمیوں کو جاری رکھا، اس وقت تجدیدی اور اصلاحی اسلحوں کی سخت کمی تھی، ساتھ ہی اسلحہ استعمال کرنے والے افراد کی جو تعداد تھی وہ بھی بہت کم اور وسائل کی صورت حال تو جگ ظاہر ہے۔ اس لئے ذاتی کوششوں سے جو کچھ ہوسکتا تھا اسے امام احمد رضا خاں قادری نے حتیٰ المقدور کر دکھایا۔

لہٰذا آج ہماری مذہبی، اخلاقی اور منصبی ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ ہم ان کے تیار کردہ ہتھیاروں کو اپنائیں، ان کو ان کے استعمال کی جگھوں تک پہنچائیں اور پھر ان کی خدمات اور فکری وقلمی سرمائے کو ساری دنیا میں عام سے عام تر کرنے کی عملی کوششیں تیز کر دیں، تب تو ان سے عقیدت وارادت کے تقاضے اور مطالبات، کما حقہ ادا ہو سکتے ہیں۔

الحمد للہ! آج ہمارے درمیان مخلص افراد کی ایک اچھی جماعت تیار ہو کر ان مقاصد کو علمی طور پر حقیقت کا لبادہ اوڑھانے کا عزم مصمم کر کے میدان عمل میں اتر چکی ہے۔ خدائے تعالیٰ انہیں غیب سے مزید اسباب وہمت عطا فرمائے۔ آمین۔

امام احمد رضا خاں قادری کی تصنیفات وتحقیقات اور مختلف چھوٹے بڑے رسائل کو موضوع، فن اور زبان کی تفصیل کے ساتھ راقم الحروف نے جب مطالعہ کرنا شروع کیا تو اندازہ ہوا کہ تحقیق سے معلوم ان کی آٹھ سو سے زائد کتابوں میں اب تک مارکیٹ میں آدھی کتابیں بھی دستیاب نہ ہو پائی ہیں۔ جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اپنوں میں تھوڑے سے بھی اختلاف کے نتیجے میں آئے دن ڈھیروں کتابیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

بہر کیف اب ہم بطور حاصل مطالعہ امام احمد رضا خاں قادری کی تصنیفات وتالیفات کو موضوعات، زبان اور فنون کی تفصیلات کے ساتھ پیش کرنے سے پہلے دو طریقے سے ان کا سرسری تعارف کرا دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کی تمام تر تصنیفات چار قسم کی ہیں:

(۱)...... خاص تصنیفات: جن کے نام تاریخی، عربی اور مسجع ہیں۔

(۲)...... خاص تصنیفات: جن کے نام تاریخی، عربی، یا مسجع نہیں ہیں۔

(۳)...... فرمائشی تصنیفات: آپ کے اصحاب واحباب کی، جن کے نام تاریخی، عربی اور زیادہ تر مسجع ہیں۔

(۴)...... وہ تصنیفات یا تالیفات: جن کی آپ نے اصلاح کی، ان کے زیادہ تر نام تاریخی، عربی یا مسجع نہیں ہیں۔

آپ کی تصنیفات کی ضرورت وحاجت کے اعتبار سے بھی چار قسمیں ہوتی ہیں:

(۱)...... مستقل تصنیف: جو باضابطہ پروگرام اور اہتمام کے ساتھ لکھی گئی۔

(۲)...... مستقل تصنیف جو فوری ضرورت کے تحت مفصل اور مبسوط لکھی گئی۔

(۳)...... مستقل ومفصل رسالہ یا کتابچہ: جو کسی خاص موضوع تحت کسی سوال یا استفتاء کے جواب میں اہتمام سے لکھا گیا اور اس کا مفصل جواب ایک مستقل رسالہ بن گیا۔

(۴)...... ضمنی رسائل یا کتابچے: جو کسی سوال یا استفتاء کے جواب

میں لکھے گئے مگر ان کی افادیت وضرورت کے پیش نظر انہیں مستقل رسائل یا کتابچوں کی شکل میں شائع کردیا گیا۔

رسائل تقریباً فتاوی رضویہ قدیم (۱۲ جلدیں) اور جدید (۳۰ جلدیں) میں اب تک شامل ہوکر شائع ہوچکے ہیں اور اپنے موضوعات کے ساتھ منسلک ومنطبق کردیے گئے ہیں۔ یہ چیز بھی مخفی نہ رہے کہ اعلیٰ حضرت کے معتمد شاگرد وخلیفہ اور آپ کے تمام حالات کے جامع، ملک العلماء علامہ ظفرالدین بہاری علیہ الرحمہ (۱۳۰۳ھ۔۱۳۸۲ھ، ۱۹۶۲) نے بہت ہی محتاط تحقیق اور انتہائی تلاش وجستجو کے بعد چھ سو سے کچھ زائد کتابوں کے نام ذکر کیے ہیں اور ہم ان کی تالیف ''حیات اعلیٰ حضرت'' حصہ دوم کی ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل تصنیفات وتالیفات رضا کی تفصیلی فہرست کا خلاصہ پیش کررہے ہیں۔ سب سے پہلے ان علوم وفنون کا تذکرہ کرتے ہیں جن پر اعلیٰ حضرت کو کامل دستگاہ حاصل تھی جو ملک العلماء علامہ محمد ظفرالدین بہاری نے ذکر کئے ہیں۔

نمبر شمار	نام علوم وفنون	اردو	عربی	فارسی	کل تعداد کتب
۱	علم فقہ	۱۰۱	۴۱	۸	۱۵۰
۲	علم اصول فقہ	۵	۳	۲	۹
۳	علم عقائد	۱۹	۱۳	۹	۳۱
۴	علم کلام	۱۱	۴	۲	۱۷
۵	علم تفسیر	۳	۳		۶
۶	علم حدیث	۹	۲		۱۱
۷	علم اصول حدیث	۵	۳	۱	۸
۸	علم الفرائض	۳	۱	۱	۴
۹	علم تجوید	۲		۱	۳
۱۰	علم رسم خط قرآن		۱		۱
۱۱	علم تاریخ		۳		۳
۱۲	علم لغت		۳		۲
۱۳	علم مناظرہ	۱	۸		۱۸
۱۴	علم تکسیر		۱		۱
۱۵	علم الوفق		۱	۱	۲
۱۶	علم التوقیت	۵	۱	۱	۷
۱۷	علم ہیئت		۲	۱	۳
۱۸	علم الحساب			۱	۱
۱۹	علم ارثماطیقی		۱	۲	۳
۲۰	علم ریاضی		۲	۱	۳
۲۱	علم الہندسہ		۱	۲	۳
۲۲	علم جبرومقابلہ			۱	۱
۲۳	علم زیجات			۱	۱
۲۴	علم الجفر	۱			۳
۲۵	علم النجوم				۱
۲۶	علم الادب العربی	۵	۳	۱	۹
۲۷	علم سیر	۳			۳
۲۸	علم تصوف	۲			۳
۲۹	علم سلوک	۲			۲
۳۰	علم اخلاق	۲			۲
۳۱	علم المناقب	۱۱	۵	۳	۱۸
۳۲	علم الفضائل	۲۱	۹		۳۰
۳۳	علم ترغیب وترہیب	۲۱			۲۱
۳۴	علم اذکار		۲	۳	۵

۳۴ مستقل علوم وفنون پر مشتمل یہ ۳۵۲ کتابیں ہوئیں اس تعلق سے علامہ بہاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے:

''یہ ۳۴ علوم وفنون مروجہ وغیر مروجہ، درسیہ وغیر درسیہ، مشہور وغیر مشہور ہیں جن میں اکثر نہیں تو بعض کے نام سے بھی علمائے زمانہ واقف نہیں، اس علم وفن سے واقفیت تو کجا۔ اور اعلیٰ حضرت کے اعلیٰ درجہ کمال کی دلیل ہے کہ اتنے علوم وفنون سے نہ صرف واقف بلکہ اس میں ماہر وکامل بلکہ صاحب تصنیف۔ ان کے علاوہ پانچ تصنیفات وتالیفات ایسی ہیں جن کا کسی خاص فن یا علم سے تعلق نہیں بلکہ وہ عام امور اور دیگر ضروریات زندگی سے متعلق ہیں۔'' (حیات اعلیٰ حضرت ۲ / ۱۰۴ مطبوعہ بمبئی رضا اکیڈمی) علامہ عبد المبین صاحب نعمانی نے اس طرح کی تمام تصانیف اپنی کتاب ''تصانیف امام احمد رضا'' میں ''معلومات عامہ'' کے عنوان سے نصائح ومواعظ، ملفوظات، مکتوبات اور خطبات کی ذیلی سرخیوں کے ساتھ کل ۱۲ کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ (دیکھئے کتاب مذکور ص ۳۹)

اب آپ کی ان تصنیفات کا ذکر کیا جاتا ہے جو آپ کی مجاہدانہ ومجددانہ شان وشوکت اور دیگر مذاہب وادیان یا فاسد وباطل افکار ونظریات پر آپ کی گہری نظر اور کامل بصیرت کی روشن دلیل ہیں:

نام	تعداد	نام	تعداد
۱۔ ردعیسائیت ویہودیت	۳	۲۔ ردنیچریہ	۷
۳۔ ردآریہ	۲	۴۔ ردقادیانی	۶
۵۔ ردروافض	۶	۶۔ ردہنود	۱
۷۔ ردنواصب	۱	۸۔ ردوہابیہ	۷۶
۹۔ ردغیرمقلدین	۲۶	۱۰۔ ردندوہ	۱۷
۱۱۔ ردمفسقہ	۷	۱۲۔ ردتفضیلیہ	۷
۱۳۔ ردمتصوفہ	۲	۱۴۔ ردمولوی اسماعیل	۱۰
۱۵۔ ردنانوتوی	۱۲	۱۶۔ ردگنگوہی	۲۵
۱۷۔ ردتھانوی	۹	۱۸۔ ردمولوی نذیر حسین	۶

باطل مذاہب وفرق، فاسد افکار ونظریات، اسلام دشمن تحریکات وتنظیمات اور منافق ومفسد افراد واشخاص کی تردید میں لکھی گئی ان کتابوں کی تعداد ۲۴۳ ہوتی ہے، اس اعتبار سے آپ کی تصنیفات وتالیفات کی تعداد اب ۵۹۰ ہوتی ہے، اس سے بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ امام احمد رضا خاں قادری کس قدر متحرک و فعال، وسیع المطالعہ، کتنے عظیم اور متبحر عالم ومفتی اور محقق تھے۔ انہوں نے اپنی مختصر سی زندگی میں ملک کے مختلف علاقوں میں ہنگامی جلسوں، علمی مجالس، خصوصی نشستوں اور دیگر مصروفیات میں بھرپور حصہ لینے کے باوجود اتنی زیادہ کتابیں تصنیف فرمائیں کہ اگر ان کتابوں کے ان صفحات کو آپ کی زندگی کے شب وروز پر تقسیم کیا جائے تو زندگی کی ابتدائی گھڑی تک بھی مصروفیات کی ایسی متحرک تاریخ نظر آئے گی کہ آنکھیں خیرہ ہو جائیں اور ہر حقیقت پسند انسان حیرت زدہ رہ جائے اور آپ کی ذات وشخصیت کی ہمہ گیر اور ہمہ جہت خدمات کا صدق دل سے معترف ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔

ابھی حال ہی میں علامہ عبد المبین نعمانی صاحب کی گراں قدر تصنیف ''تصانیف امام احمد رضا'' کے نام سے ۲۰۰۴ میں رضا اکیڈمی بمبئی نے شائع کی ہے۔ جس میں امام احمد رضا خاں قادری کی ۵۱ علوم وفنون میں ۶۸۳ تصنیفات، رسائل حواشی و تعلیقات کی اسمائے کتب، زبان، تعداد کتب، مطبوعہ وغیر مطبوعہ، سن تصنیف، اور طباعتی ادارے کی مکمل تفصیل کے ساتھ ''موضوعاتی فہرست'' پیش کی گئی ہے۔ نیز ان پر لکھی گئیں کتابوں کی بھی فہرست

پیش کی گئی ہے جو ''رضویات'' کے حوالے سے تحقیقی کام کرنے والے اہل علم وقلم، ریسرچ اسکالرز اور محققین کے لئے ''مشعل راہ تحقیق'' اور گراں قدر گائیڈ بک کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسے ہم علامہ بہاری کے سال تصنیفات رضا کی ''نقش اول''، ''المجمل المعدد'' کی تکمیلی فہرست بھی کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اسے تمام تصانیف رضا کی مکمل فہرست اب بھی نہیں کہا جا سکتا۔ جیسا کہ اس کا اعتراف خود مؤلف موصوف نے بھی کیا ہے۔ وہ ''تقدیم'' کے تحت لکھتے ہیں:

''جن جن (کتابوں) کا بآسانی علم (تلاش وجستجو کے درمیان) ہوا، ان کو شامل فہرست کر لیا۔ لہٰذا اس فہرست میں جو کتاب نہ پائیں یہ سمجھیں کہ مجھے ان کا علم نہ ہو سکا یا سہواً ان کا نام درج ہونے سے رہ گیا، قارئین سے التماس ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کوئی کتاب جو اس میں نہ پائیں وہ اور اعلیٰ حضرت پر جو کتابیں لکھی گئیں ان میں کوئی کتاب آپ کے علم میں ہو تو اطلاع دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان کو شامل کر لیا جائے۔'' (المصنفات الرضویہ یعنی تصانیف امام احمد رضا ص ۷، مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی)

سید وجاہت رسول قادری پاکستان، مدیر ماہنامہ ''معارف رضا'' پاکستان نے بھی تصانیف وحواشی رضا کی باعتبار حروف تہجی ایک تفصیلی فہرست شائع کی ہے جس میں تصانیف کی تعداد ۵۷۸ اور حواشی کی تعداد ۱۶۸ ہے۔ انہوں نے فہرست کے اخیر میں مولانا عبد الکریم کے معرفت مولانا عبد الستار ہمدانی کے ''تصانیف اعلیٰ حضرت کی فہرست'' کا بھی ذکر کیا ہے جس میں تصانیف کی تعداد کل ۸۹۶ ہے، لیکن بیچ سے دس پندرہ صفحات کے غائب ہونے کے سبب ساری کتابوں کے اسماذکر کرنے سے معذرت کی ہے، لیکن خوش آئند بات ہے کہ گم شدہ صفحات کی بازیافت وحصولیابی کے بعد اشاعت کی انہوں نے یقین دہانی فرمائی۔ مولانا محمد فاروق خاں نے بھی اس موضوع پہ ایک کتاب ''امام احمد رضا اور ان کی تصانیف'' کے نام سے باعتبار علوم و فنون پر لکھی ہے۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ ''بمطابق تحقیقات جدیدہ ۵۵ علوم وفنون پر تقریباً ۱۳۰۰ تصانیف یادگار چھوڑ دیں'' تاہم انہوں نے بھی اپنی کتاب میں کل ۴۳ علوم وفنون میں کل ۶۴۳ ہی کتابوں کے اسماء گنوائے ہیں۔

یہاں علامہ نعمانی صاحب کی ''تصانیف امام احمد رضا'' سے ایک نہایت اجمالی فہرست افادہ قارئین کے لئے پیش کی جاتی ہے تاکہ سابقہ فہرست میں جب علوم وفنون اور متعلقات کا تذکرہ نہیں ہو سکا ہے، ان کی معرفت بھی حاصل ہو جائے۔ قارئین تفصیل کے لئے ''المصنفات الرضویہ، مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی ۲۰۰۴ اور ماہنامہ ''معارف رضا'' سلور جوبلی سالنامہ مطبوعہ پاکستان ۲۰۰۵ ص ۳۳۹ تا ۳۵۴ کا مطالعہ کریں۔

نمبر شمار	نام علوم	زبان	کل تعداد	مطبوعہ وغیر مطبوع
۱	علم اصول تفسیر	عربی	۱	غیر مطبوع
۲	اسانید حدیث	عربی	۲	مطبوع
۳	تخریج احادیث	عربی	۴	غیر مطبوع
۴	جرح وتعدیل	عربی	۲	غیر مطبوع
۵	اسماء الرجال	عربی	۷	غیر مطبوع
۶	لغت حدیث	عربی	۱	غیر مطبوع
۷	رسم المفتی	عربی	۳	۱ مطبوع ۲ غیر مطبوع
۸	علم نحو	عربی	۲	غیر مطبوع
۹	علم صرف	فارسی	۱	غیر مطبوع
۱۰	علم عروض	فارسی	۱	غیر مطبوع
۱۱	علم تعبیر	عربی	۱	غیر مطبوع

۱۲	علم لوگارثم	اردو	۲	امطبوع، اغیر مطبوع
۱۳	علم مثلث	فارسی	۴	مطبوع
۱۴	علم منطق	عربی	۳	غیر مطبوع
۱۵	علم فلسفہ	اعربی، ۵اردو	۶	۵مطبوع، اغیر مطبوع
۱۶	علم تشتی	۳اردو	۴	غیر مطبوع

ان تفصیلات سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ امام احمد رضا خاں قادری کی شخصیت یقیناً ایک عالمگیر شخصیت تھی، ان کی خدمات علمی کا دائرہ پوری صدی پر محیط ہے، محققین جس قدر آپ کے بحر علم میں غواصی کرتے ہیں اتنے ہی ان کی علمی جلالت کا اعتراف واظہار کرتے نظر آتے ہیں۔ صرف تصانیف کی تعداد کے لحاظ سے ہی دیکھئے تو جس قدر محققین اس سلسلے میں تحقیق کرتے ہیں، آپ کی نئی نئی تصانیف وتالیفات کی کھوج نکالتے نظر آتے ہیں۔ محقق رضویات پروفیسر مسعود احمد صاحب پاکستان نے اپنی تحقیق سے آپ کی ۵۴ علوم وفنون میں مہارت کو ثابت کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''فاضل بریلوی نے علوم درسیہ کے علاوہ دیگر علوم وفنون کی تحصیل کی اور بعض علوم وفنون کی تو خود آپ کی طبع سلیم نے رہنمائی کی۔ حضرت بریلوی نے جن علوم وفنون پر دسترس حاصل کی ان کی تعداد ۵۴ سے متجاوز ہوتی ہے۔ ہمارے خیال میں عالم اسلام میں مشکل ہی سے کوئی ایسا عالم نظر آئے گا جو اس قدر فنون وعلوم پر دستگاہ رکھتا ہو۔'' (فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں ص، ۴۹۔۷۰)

لیکن آپ کی ان ۵۴ علوم وفنون سے متعلق کل تصنیفات کی تعداد کتنی ہے یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے۔ اس کے دلخراش اسباب ووجوہات پہ علامہ عبدالمبین نعمانی صاحب نے اچھی روشنی ڈالی ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

(۱)......بعض رسائل جو مخالفین کے رد وابطال میں تھے، وہ انھوں نے نہایت چابک دستی وفریب دہی سے غائب کر دیئے، اس کی دلیل ''النھی الاکید'' کی گمشدگی ہے۔

(۲)......مخالفین ومعاندین کے علاوہ خود بعض قریبی لوگوں کی غفلت یا حوادث کی وجہ سے بہت سی قیمتی تصانیف ضائع ہوگئیں، جس پر دلیل مزار اعلیٰ حضرت کے سامنے مسجد رضا سے مغرب والے مکان کا منہدم ہو جانا ہے جس میں بہت سے مخطوطات اور کتب تھیں۔

(۳)......متعدد کتابیں سرقہ کی نذر ہوگئیں۔

(۴)......بعض ناواقفوں نے بہت سی کتابوں کو ردی سمجھ کر ضائع کر دیا۔

(۵)......بہت سی کتابیں بعض لوگ شائع کرنے کی غرض سے لے گئے پھر نہ انہیں شائع کیا اور نہ واپس۔

(۶)......ہنگامہ تقسیم کے وقت بھی افراتفری کی وجہ سے کچھ کتابیں ضائع ہوئیں۔

حضرت نعمانی صاحب آگے رقم طراز ہیں:

''یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کل کتنی کتابیں تصنیف کیں، ایک اندازہ ہے کہ تعلیقات وحواشی کو لے کر کل کتابوں کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہوگی۔''

(المصنفات الرضویہ، یعنی تصانیف امام احمد رضا ص ۱۲ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی)

بہر کیف امام احمد رضا خاں کی ان تصنیفی وتالیفی خدمات کو جاننے کے بعد اب ہم اس چیز کا جائزہ لیتے ہیں کہ آخر انہوں نے تحریر وقلم اور تصنیف وتالیف کو ہی دوسری مصروفیتوں پہ حد درجہ عملاً ترجیح کیوں دی۔ تو وجہ ظاہر ہے کہ تدریس وتقریر کا اثر محدود، خام اور بہت جلد ختم ہو جاتا ہے، جب کہ تصنیف وتحریر کا اثر غیر محدود مدپختہ اور دائمی ہوتا ہے، رہتی دنیا تک اس کے اثرات باقی رہتے ہیں۔ اس

لئے مدرس و مقرر ہزار کامیابیوں اور مختلف علوم وفنون کی روشنی سے جہالت و ناخواندگی کی تاریکیوں کو دور کرنے کی کوششوں کے باوجود تادیر اپنے اثرات نہیں چھوڑ پاتے اور ان کے نام سے بھی جلدی کوئی واقف نہیں ہو پاتا کہ وہ کون تھے، کہاں کے تھے اور کن کن علوم فنون کے ماہر و جامع تھے۔ ہاں اگر یاد رکھے جاتے ہیں اور ان میں کسی نام، پتے، خصوصیات و کمالات یا خدمات کا پتہ چلتا ہے تو ایسا صرف دوسرے معاصرین، ان کے اہل شاگردوں یا قابل وحساس اولاد ہی کی بدولت ممکن ہوتا ہے۔

اس تناظر میں دیکھیے تو امام احمد رضا خاں قادری جتنے بڑے عبقری و عظیم عالم دین، دین وشریعت کے بے مثال جانکار، ناموس رسالت کے سچے امین و راز دان اور جتنے بڑے اسلامی مفکر تھے اور جس قدر آپ نے اصلاحی وتجدیدی کارنامے اور عالمانہ و قائدانہ خدمات انجام دیے، اگر خود ان کی ذاتی تصنیفات و تالیفات اور رسائل وفتاوی نہ ہوتے تو شاید دنیا آج انہیں بھلا رہی ہوتی۔ کیونکہ آپ کی ہمہ جہت اور ہمہ گیر شخصیت کو کما حقہ متعارف ومشہور کرانا، آپ کے خلفاء، تلامذہ اور دیگر معتقدین کے لئے بہت دیر تک ممکن نہ ہوتا کہ یاد آوری یا یادگاری کے لئے صرف وصف استادگی وغیرہ کافی نہیں۔ بلکہ اس کے لئے ٹھوس بنیاد کا ہونا اشد ضروری ہے اور یہ چیز بدرجہ اتم امام احمد رضا خاں قادری میں موجود تھی۔

یہ ایک ایسی زمینی حقیقت ہے جس سے شاید کسی کو اختلاف نہیں ہونا چاہیے کہ امام احمد رضا خاں قادری نے اپنی ذات و شخصیت کو اپنی تصنیفی وتالیفی، اصلاحی اور تجدیدی ہمہ گیر کارناموں کی صورت میں خود جس طرح پیش کیا ہے اس کو اب تک ہم پوری طرح پھیلانے، واضح کرنے اور حقیقت کی وسیع وعریض زمین پر اتارنے میں کامیاب نہیں ہو پائے ہیں۔ آپ کی تمام تر ذاتی صلاحیتوں اور تجدیدی کارناموں سے اب تک دنیا کو واقف نہیں کرا سکے ہیں جو ہمارے لئے ''لمحہ فکریہ'' سے کم نہیں۔

ہم اسے اپنے لئے لمحہ فکریہ اس لئے کہہ رہے ہیں کہ وہ تمام بدنام زمانہ انگریز وظیفہ خوار اور وطن و مذہب دشمن افراد جن کے غلط عقائد و معمولات، مکر و فریب اور ان کی مکارانہ و عیارانہ سرگرمیوں سے قوم کو آگاہ کرنے کے لئے امام احمد رضا نے تقریباً ۲۲۵ کتابیں لکھیں، تاکہ سارے مسلمان ان نام نہاد گندم نما جوفروش مسلمانوں سے اچھی طرح واقف ہو جائیں، ان سے دور رہیں، یا دنیاوی معاملات میں قریب رہتے ہوئے بھی ان کے رنگ میں رنگ جانے سے بھی محفوظ رہیں۔ انہوں نے اسلامیات و مذہبیات کے نام پر انجام دی گئیں ان کی خدمات میں بنیادی طور سے ہوس پرستی، مفاد پرستی یا اس کی ترویج واشاعت میں ان کا ہاتھ مثبت ہے یا منفی، ان حقائق کا انکشاف کیا۔ لیکن افسوس کہ آج ان بدمذہبوں کے ماننے والوں، حاشیہ نشینوں اور ان کے پیرووں نے ان کی تمام منفی اور بنیادی طور سے اسلام و وطن مخالف کارستانیوں کو اس طرح مثبت بنا کر پیش کیا ہے کہ امام احمد رضا خاں قادری یا دیگر علمائے اہل سنت کا تعارف نہ کرانے کی وجہ سے وہی ہندوستانی مسلمانوں کے امیر، قائد اور ہر طرح کے پیشوا مانے جاتے ہیں۔ حکومت دیگر سرکاری شعبے اور دوسرے سرکاری وغیر سرکاری محکمے، صحافتی وغیر صحافتی ادارے اور سیاسی جماعتیں انہیں کو ہی مسلمانوں کی لیڈر اور ترجمان تصور کرتی ہیں اور عملی طور سے اس کا مظاہرہ ہم اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھتے رہتے ہیں۔

اس حقیقت کے تناظر میں ہمیں امام احمد رضا خاں قادری اور دیگر علمائے اہل سنت کی ذاتیات، شخصیات، خدمات، کارناموں

اور افکار و نظریات کو موجودہ وسائل و ذرائع کے ہر اسٹیج سے ان کا تعارف پوری دنیا میں عام کرنے کی ضرورت ہے۔ خصوصاً امام احمد رضا کی شخصیت اور خدمات کو ان کی تصنیفات کی روشنی میں متعارف کرانے میں تیزی نہیں لائی گئی تو سچ کو جھوٹ پر، حقیقت کو افسانہ پر اور صحیح کو غلط پر فائق ثابت کرنے میں بڑی مشکلات درپیش ہوں گی۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ خصوصاً پاکستان اور عموماً ہندوستان کے چند جگہوں پر اس طرح کی سرگرمیوں پہ منظم طریقے سے زور دیا جانے لگا ہے اور علمی و تحقیقی حلقوں میں امام احمد رضا خاں قادری کی ذات، تجدیدی خدمات اور علمی کارناموں کی دھمک محسوس کی جانے لگی ہے اور عالمی جامعات کے اندر بھی تحقیقات امام احمد رضا کو اجاگر کیا جانے لگا ہے۔ خدائے تعالیٰ ہماری پُر خلوص نیتوں کے بہترین نتائج عطا فرمائے۔ آمین۔

میرے خیال میں اگر امام احمد رضا خاں کی تصنیفات و تالیفات کو جدید انداز میں اس طرح پیش کرنے کی سعی بلیغ کی جائے کہ ان کی عربی، اردو اور فارسی کتابوں کو اردو اور انگریزی میں۔ اردو کتابوں کو عربی اور فارسی اور انگریزی میں ترجمہ کرانے کے بعد شائع کیا جائے تو یقیناً ان شاء اللہ دوبارہ ظاہری زندگی میں ان کی موجودگی کا یوں احساس ہونے لگے گا کہ گویا آج بھی ہم ان سے براہ راست استفادہ کر رہے ہیں۔ جنہوں نے ہمیں قرآن و احادیث اور عقائد و معمولات کا وہ اسلامی سرمایہ دے رکھا ہے، جس کا کوئی جواب نہیں۔ یہاں صرف لاجواب کہہ دینا یا لکھ دینا بھی اچھا نہیں لگتا کیوں کہ احسان شناس اور بیدار قوم وہی کہلاتی ہے جو اپنے محسن کے سرمائے کو صحیح اور بے داغ رکھنے کے ساتھ ساتھ ان میں ترقی، زیادتی اور اضافے کی ایسی عملی ترکیب کرے جس سے اصل میں چار چاند لگ جائیں اور دوسرے اس پہ رشک کرنے لگیں۔

موقع کی مناسبت سے المجمع الاسلامی مبارک پور کے بانیان وار اکین کی ''اشاعت تصنیفات رضا'' کے تعلق سے چند اہم اور مفید مشورے و طریقہ کار کا ذکر لائق و مناسب ہے۔ جن پہ عمل شروع ہو جائے تو انشاء اللہ مستقبل قریب میں امام احمد رضا خاں قادری کی شخصیت و خدمات کے عالمگیر تعارف کو نئی جہت اور نئی سمت عطا کرے گا۔

(۱)......رسائل اعلیٰ حضرت جن کے اکثر نام تاریخی اور عربی ہیں اور ہندوستان و پاکستان میں ایک ہی رسالہ کئی عرفی ناموں سے شائع ہو رہا ہے۔ سب کو ایک ہی نام سے چھاپا جائے اور نام بھی بہت غور و خوض کے بعد مختصر و عام فہم رکھا جانا چاہئے۔ اس کے لئے علماء کا ایک بورڈ بن جائے یا کوئی ادارہ اس کی ذمہ داری قبول کر لے جو علما سے استصواب کر کے ناموں کو تجویز کرے اور نام ایسا ہو کہ اس کو بدلنے کی نوبت نہ آئے اور نہ بعد والے ناشرین بلاوجہ نام بدلنے کی کوشش کریں، تاکہ عام خریداروں کو دشواریوں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

(۲)......ایک ایسی لائبریری لازمی طور سے قائم کی جانی چاہئے، جہاں اعلیٰ حضرت کی جملہ مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصانیف بحفاظت، جدید انداز سے مرتب کر کے رکھی جائیں۔ یوں ہی اعلیٰ حضرت پر لکھی جانے والی کتابیں بھی، تاکہ محققین کو در در پھرنا اور بھٹکنا نہ پڑے، ان کی ضرورت کی ساری چیزیں ایک ہی جگہ مل جائیں اور اس راہ میں انہیں آسانیاں فراہم ہوں۔

(المصنفات الرضویہ ملخصاً تقدیم از علامہ عبدالمبین نعمانی ص ۱۶-۱۷)

خوشی کی بات ہے کہ دارالقلم دہلی کے ایک اہم ذیلی شعبہ ''مؤسسۃ الدراسات الرضویہ'' (امام احمد رضا فاؤنڈیشن) کے تحت اس کام کا آغاز ہو چکا ہے اور ملک اور بیرون ملک کی لائبریریوں سے رابطہ کیا جانے لگا ہے، اس تعلق سے احباب اہل سنت تمام ممکنہ طریقوں سے اس کے اس تاریخ ساز قدم کا بھرپور عملی تعاون کریں۔

(۳)......اہل سنت کا فریضہ ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت کی تجدیدی،

اصلاحی اور علمی خدمات کو تحقیق و تزئین کے ساتھ منظر عام پر لائیں تاکہ عقائد و اعمال کی اصلاحی خدمت کے ساتھ اہل تحقیق کے دیدہ دل کی ضیافت کا بھی سامان ہو سکے۔ اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے اخلاص و محنت اور ایثار و قربانی سے کام لیا جائے تو یقیناً اہل علم و اہل ثروت کی مشترکہ جدوجہد سے یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے ایک وسیع و مضبوط علمی ادارہ کے قیام کی بھی اشد ضرورت ہے۔

(المصنفات الرضویہ، ملخصاً تقریب از علامہ محمد احمد مصباحی اعظمی ص ۶)

(۴)......''امام اہل سنت کے علمی جواہر پاروں کو اردو کے علاوہ عربی، فارسی، ترکی، پشتو، سواحلی، فرانسیسی، ڈچ، انگریزی، ہندی، بنگلہ اور دنیا کی مشہور زبانوں میں بھی منتقل کیا جائے تاکہ اب تک جنہوں نے اعلیٰ حضرت کو نہ جانا وہ جان لیں۔ جنہوں نے نہ سنا وہ سن لیں۔ جنہوں نے نہ دیکھا وہ دیکھ لیں اور جنہوں نے سمجھ کر بھی حقیقت کا انکار کیا، وہ حق وصداقت کی غیر مرئی قوت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیں۔'' (امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، کلمہ آغاز ص ۱۱، از علامہ یٰسین اختر مصباحی۔ مطبوعہ دار القلم دہلی ۲۰۰۶)

بقیہ: راہنمائے کاملاں سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری

تو انہوں نے کہا کہ زنجانی وہاں ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے میرے بھیجنے میں کیا حکمت ہے؟ جواب ملا: تم وہاں جاؤ تم کو حکمت پوچھنے سے کیا واسطہ؟ غرض جب یہ لاہور پہنچے تو رات کو شہر کے باہر ٹھہرے۔ صبح جب شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ خواجہ زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ آ رہا ہے۔ آپ جنازے کے ہمراہ ہوئے اور واپسی پر شہر کے مغرب میں جہاں ان کا مزار مبارک ہے جا ٹھہرے۔ (مقدمہ کشف المحجوب از: ڈاکٹر محمد شفیع ص ۴)

حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ کے تفصیلی حالات سے تذکرہ نگار خاموش ہیں مگر کشف المحجوب کی صورت میں ان کی تعلیمات کا ایک عظیم خزانہ آج بھی ہماری راہنمائی کر رہا ہے اور ان کا مزار اقدس آج بھی ملجاؤ ماوی ہے۔ حضور خواجہ غریب نواز قدس سرہ العزیز کا یہ شعر آج بھی آپ کی شان ولایت کا پتہ دیتا ہے۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

بقیہ: درس قرآن

تو انہوں نے ان سے پوچھا: تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: بہت برا حال ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز کو بلند کرتے تھے تو (انہوں نے گمان کیا ہے) ان کا عمل ضائع ہو گیا اور وہ جہنمی ہو گئے۔

تو اس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر آپ کو اس بات کی خبر دی کہ انہوں نے ایسے ایسے کہا ہے پھر وہ شخص دوبارہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس عظیم بشارت لے کر گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو تم اہل دوزخ سے نہیں لیکن تم جنتی ہو۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، رقم الحدیث: 4846)

معلوم ہوا کہ بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب نہ کرنا اعمال کے ضیاع کا باعث ہے اور ادب بارگاہ نبوی جنت میں لے جانے کا وسیلہ ہے۔

☆☆☆☆☆